Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 77-86
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

شرح بذل المجہود (علامہ خلیل احمد سہارنپوری)

کی خصوصیات، منہج اور اسلوب کا تحقیقی جائزہ

A Scholarly Analysis of the Features, Methodology, and Style of Sharḥ Badhl al-Majhūd by ʿAllāmah Khalīl Aḥmad Sahāranpūrī

Muhammad Qasim [1], ***Dr. Ali Tariq*** [2]

Article History

Received
16-01-2025

Accepted
06-02-2025

Published
10-02-2025

Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
اشاریہ اردو جرائد
ACADEMIA
Google Scholar
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

Ḥadīth and Sunnah, being the fundamental sources of Islamic teachings, have always been a focal point of scholarly engagement, with a tradition of critical analysis and commentary dating back to the first century after Hijrah. Among the canonical collections, Sunan Abī Dāwūd holds a significant position as one of the four primary Sunan, prompting extensive scholarly attention through detailed exegeses. One of the most comprehensive commentaries on Sunan Abī Dāwūd is Sharḥ Badhl al-Majhūd, authored by the eminent ḥadīth scholar and jurist of the Indian subcontinent, ʿAllāmah Khalīl Aḥmad Sahāranpūrī. This research critically examines the defining characteristics, methodological framework, and stylistic elements of Sharḥ Badhl al-Majhūd, assessing its scholarly depth and significance within the discipline of ḥadīth sciences. By analyzing eleven key dimensions of Sahāranpūrī's contributions, this study highlights his expertise in textual criticism, ḥadīth authentication, jurisprudential interpretations, and linguistic precision.

Additionally, this article underscores the broader role of subcontinental scholars in the preservation and advancement of ḥadīth studies, illustrating their rigorous approach in defending and elucidating the prophetic traditions. The research emphasizes Sharḥ Badhl al-Majhūd as a scholarly masterpiece, demonstrating its enduring academic relevance and impact on ḥadīth scholarship. By offering a systematic review of Sahāranpūrī's methodological contributions, this study seeks to reaffirm the intellectual legacy of subcontinent scholars in shaping the discipline of ḥadīth sciences.

Keywords

Ḥadīth Studies, Sunnah, Sunan Abī Dāwūd, Sharḥ Badhl al-Majhūd, Khalīl Aḥmad Sahāranpūrī, Ḥadīth Authentication, Jurisprudential Interpretations.

[1] *Lecturer, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swabi.*
muhammadqasimyousafzai12@gmail.com
[2] *Assistant Professor, Department of Hadith, In-Charge Academic Affairs, Faculty of Usuluddin, International Islamic University, Islamabad.*
alitariq11@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development
ROAD DIRECTORY OF OPEN ACCESS SCHOLARLY RESOURCES
OPEN ACCESS

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے(وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ)[1] اس وحی کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کا انتخاب فرمایا جنھوں نے زندگیاں وقف کرکے احادیث مبارکہ کو جمع کیا اور عہد نبوی سے لے کر عصرِ حاضر تک مختلف جہات سے ان کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان ہی کوششوں سے صحاحِ ستہ وجود میں آئیں اور امت نے ان کو شرفِ قبولیت بخشا۔ شراحِ حدیث نے مختلف اسالیب سے ان امہاتِ کتب کی تشریح وتوضیح کی تاکہ امت کے لیے احادیثِ مبارکہ کو سمجھنا آسان ہوجائے۔

ان شروح میں شارحینِ حدیث کے مناہج اور اسلوب ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک شرح (بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد) ہے جو خلیل احمد سہارنپوری کی ہے۔ ہم اس مقالے میں علامہ سہارنپوری کے حالات زندگی، آپ کی شرح کی خصوصیات اور منہج واسلوب کو بیان کریں گے۔

آپ کا پورا نام خلیل احمد بن مجید علی ہے، نسبت سہارنپوری ہے، آپ کی پیدائش اور نشوونما چونکہ سہارنپور میں ہوئی اس لیے علامہ سہارنپوری کی نسبت سے مشہور ہوئے، آپ 1269ء کو پیدا ہوئے، آپ تیرہویں صدی کے ایک جید اور متبحر حنفی المسلک عالم تھے، آپ نے لاتعداد ہم عصر شیوخ اور علمائے حرمین سے استفادہ کیا تھا جن میں شیخ احمد دحلان، شیخ احمد برزنجی، شیخ رشید احمد گنگوہی اور شیخ مظہر نانوتوی قابل ذکر ہیں۔ تحصیلِ علم کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم اور دارالعلوم دیوبند کو علمی رونق بخشی اور ہزاروں نفوس کو فیض یاب کروایا، جن میں علامہ انور شاہ کشمیری، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، شیخ عاشق الٰہی اور شیخ الیاس کاندھلوی قابل ذکر ہیں۔ عصر کے بعد بدھ کے دن 16 ربیع الثانی 1326ء کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔[2] رحمہ اللہ تعالیٰ

شرح بذل المجہود کی چند اہم خصوصیات:

علامہ سہارنپوری نے اپنی شرح میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا ہے اور اس مقالے میں ہم ان پہلوؤں کا مختصر جائزہ پیش کریں گے:

- آپ کی یہ شرح نہ تو زیادہ مختصر ہے کہ قاری کو تشریح حدیث میں دقت کا سامنا کرنا پڑے اور نہ اتنی طویل ہے کہ قاری اکتا جائے اور فہمِ معنی میں مخل ہو۔
- اس شرح میں سہارنپوری رحمہ اللہ کی حیثیت ایک ناقل محض کی نہیں بلکہ صاحب الرائ والترجیح کی ہے۔
- آپ رحمہ اللہ حنفی المسلک ہیں اس لئے فقہائے کرام کے اقوال ذکر کرکے امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔
- جہاں فقہ حنفی کے متدل پر اعتراض ہو وہاں اشکال کا جواب پیش کرکے احناف کے متدل پر توجیہات پیش کرتے ہیں۔
- اسماء الرجال اور اقوال الجرح والتعدیل کا وسیع ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔
- تراجم الرواۃ میں تکرار سے اجتناب کرتے ہیں۔
- تراجم الرواۃ میں دیگر شراح کے تسامحات پر تنبیہ کرتے ہیں۔
- فقہائے کرامؒ کے اقوال اوران کے متدلات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔
- متعارض احادیث میں ترجیح کی کوشش کرتے ہیں۔
- قال ابوداؤد میں امام ابوداؤدؒ کا منشاء متعین کرتے ہیں۔
- امام ابوداؤدؒ کے تفرد کے دعویٰ کو خصوصی طور پر حل کرتے ہیں۔

اب ہم مختصر اًبذل المجہود کا منہج بیان کرتے ہیں:

تراجم الرواۃ میں علامہ سہارنپوری کا منہج:

تراجم الرواۃ سے مراد یہ ہے کہ سند میں مذکور تمام راویوں سے متعلق وہ معلومات جمع کی جائیں جس سے ان کی پہچان اور حدیث کو قبول کرنا یا رد کرنا ممکن ہو سکے۔

علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ تراجم الرواۃ میں چند باتوں کا التزام کرتے ہیں جن کا لب لباب درج ذیل ہے:

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الرواۃ میں اس بات کا اہتمام اور التزام کیا ہے کہ وہ پہلی مرتبہ سند میں مذکور ہر راوی کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں اور پھر اگر اسی راوی کا تکرار ہو جائے تو اس کو دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔ مثلاً امام ابو داؤد نے ایک سند ذکر کی ہے جس کے راویوں میں اسحاق بن سوید، عمر بن خطاب ابو حفص، سعید بن حکم، نافع، حیوۃ بن شریح، ابو سعید حمیری اور معاذ بن جبلؓ شامل ہیں تو علامہ سہارنپوری نے مذکورہ سند کے تمام راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مختصر نمونہ پیشِ خدمت ہے:

(إسحاق بن سويد الرملي) هو إسحاق بن إبراهيم بن سويد البلوي --- مات سنة ٢٥٤ هـ

(عمر بن الخطاب أبو حفص) السجستاني القشيري مصغرًا--- صدوق مات سنة ٢٦٤ هـ۔

(سعيد بن الحكم) بن محمد بن سالم بن أبي مريم الجمحي --- ثقة ثبت فقيه مات سنة ٢٢٤ هـ۔

(نافع بن يزيد) الكلاعي ---إنه مولى شرحبيل بن حسنة، ثقة عابد، مات سنة ١٦٨ هـ۔

(حيوة) (ابن شريح) مصغرًا، ابن صفوان بن مالك التجيبي--- ثقة ثبت فقيه عابد مات سنة ١٥٨ هـ۔

(أبو سعيد الحميري)شامي مجهول، وروايته عن معاذ بن جبل مرسلة، قال أبوداؤد: لم يسمع من معاذ، وفي "ميزان الاعتدال": لا يُدْرى من هو؟

(معاذ بن جبل) بن عمرو بن أوس من أعيان الصحابة، والإمام المقدام في علم الحلال والحرام، شهد بدرًا، مات في الشام سنة ١٨ هـ۔[3]

اسی طرح امام ابو داؤدؒ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند ذکر کی ہے جس کے راوی احمد بن حنبل، سفیان، عمرو اور جابر رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہاں علامہ سہارنپوری نے اس سند میں مذکور تمام راویوں کا ترجمہ دوبارہ ذکر نہیں کیا کیوں کہ آپ نے اس کا ترجمہ دوسرے ابواب میں ذکر کیا ہے پس امام احمدؒ کا ترجمہ باب البول في المستحم میں ذکر کیا[4] اور سفیانؒ کا تذکرہ باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة میں کیا[5] جبکہ عمرو بن دینارؒ کا ترجمہ باب امامة من يصلي بقوم و قد صلي تلك الصلاة[6] جبکہ جابرؓ کا تذکرہ باب التخلي عند قضاء الحاجة میں ذکر کیا ہے[7] اس لیے دوبارہ اس کا تذکرہ نہیں کیا تاکہ تکرار سے بچا جاسکے۔

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ کوشش کرتے ہیں کہ راوی کا تذکرہ اس کی وجہ شہرت سے کریں۔ یعنی امام ابو داؤدؒ اگر کسی راوی کا نام کے ساتھ تذکرہ کریں اور وہ لقب، کنیت یا کسی اور وجہ سے مشہور ہو یا اس کا برعکس ہو تو شارح اس اشتباہ کو ختم کرتے ہیں۔ اسی طرح ضبطِ اشکال اور اِعراب کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ اسی طرح اگر راوی کے نام میں کوئی خطاء واقع ہوئی ہو تو اس کی بھی تصحیح فرماتے ہیں۔ مثلاً امام ابو داؤدؒ نے ایک سند ذکر کی ہے۔ اس سند میں ابن سرحؒ اور ابن وہبؒ کا تذکرہ ہے جو قاری کے لیے اشتباہ کا سبب بن رہا تھا۔ اس لیے شارح نے دونوں کو متعین کر دیا اور فرمایا کہ ابن السرح سے مراد احمد بن عمرو بن سرح ہیں جبکہ ابن وہب سے مراد عبد اللہ بن وہب ہیں۔ اسی طرح ہلال بن عیاض کے ترجمہ میں اس کی نام کی تصحیح کر دی کہ ہلال بن عیاض کہنا مرجوح ہے جبکہ راجح عیاض بن ہلال ہے۔[8]

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ راوی کی تاریخ وفات سال کے اعتبار سے ذکر کرتے ہیں اور تاریخ ولادت کا عموماً تذکرہ نہیں کرتے، مگر کبھی کبھار اور بعض اوقات جائے ولادت کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات اگر تاریخِ وفات میں کوئی اختلاف واقع ہو جائے تو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب القعنبیؒ کے بارے میں فرمایا کہ 221 ہجری میں مکہ میں انتقال کر گئے اور عبد العزیزؒ کے بارے میں فرمایا کہ 189 ہجری میں انتقال فرمایا، جبکہ ابو سلمہؒ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے اس لیے اس کو واضح کر دیا کہ بعض نے 94 ہجری جبکہ بعض نے 104 ہجری کا بتایا ہے۔[9]

اسی طرح علامہ سہارنپوری حدیث کے راویوں کے ناموں پر اعراب کی تصریح کر دیتے ہیں تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو مثلاً حدیثِ مذکور کے راویوں کے بارے میں فرمایا:(لقد علمكم نبيكم كل شيء حتي الخرأة ...)

ابو معاویہؒ کے بارے فرمایا: بضم الميم وألف بعد العين [10] جبکہ حسن بن ذکوانؒ کے بارے فرمایا بفتح معجمة و سكون كاف [11] اسی طرح محمد بن یحیی بن حبانؒ کے بارے فرمایا بفتح المهملة و تشديد الموحدة [12] اسی طرح یحیی بن ابی کثیرؒ کے بارے فرمایا قال الطائ مولي أبو نصر كتب في التقريب و تهذيب التهذيب بنون وصاد مهملة لم ينقط عليها وأما في الخلاصة فضاد منقوط عليها و لعل النقطة غلط من الكاتب.[13] جبکہ معاویہ بن عمروؒ کے بارے فرمایا ابن الملهب بن شبيب الأذدي المعني بفتح الميم و سكون المهمملة و كسر النون.[14] جبکہ ربیعہ بن یزیدؒ کے بارے فرمایا الأيادى بمكسورة وخفة مثناة تحت وإهمال دال [15] اسی طرح حکیم بن حکیمؒ کے بارے فرمایا بن عباد بمفتوحة و شدة موحدة ابن حنيف مصغرا.[16]

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ جرح و تعدیل کے سلسلے میں متعدد کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں لیکن آپ کا اکثر اعتماد درج ذیل کتابوں پر ہوتا ہے:

التاريخ الصغير للبخارى، الثقات لابن حبان، ميزان الاعتدال، تذكرة الحفاظ للذهبى، تهذيب التهذيب، التقريب لابن حجر، الخلاصه للخزرجى

اسی طرح آپ جرح و تعدیل میں بہت سے نقادِ حدیث کے اقوال نقل کرتے ہیں لیکن آپ کا زیادہ اعتماد جن نقاد حدیث کے اقوال پر زیادہ ہوتا ہے ان میں امام ابن معینؒ، امام ابن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام عجلیؒ، امام نسائیؒ اور امام دار قطنیؒ شامل ہیں۔

مثلاً محمد بن عجلانؒ کے بارے میں امام احمدؒ اور ابن معینؒ کی توثیق ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وثقه أحمد وابن معين، وذكره البخاري في "الضعفاء"، قال في "ميزان الاعتدال" وقد تكلم المتأخرون من أئمتنا في سوء حفظه.[17]

اسی طرح محمد بن بشار کے بارے میں فرمایا: قال الذهبي: انعقد الإجماع بعد على الاحتجاج ببندار، كذا في "الخلاصة" قال الحافظ في "تهذيب التهذيب" قال عبد الله بن محمد بن سيّار: سمعت عمرو بن علي يحلف أن بندارًا يكذب فيما يروي عن يحيى[18]

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ جہاں ترجمۃ الرواۃ میں کوئی اضافی بات کرنا چاہتے ہوں تو اس کو قلتُ (متکلم) کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اسی اگر کسی سند کے ساتھ کوئی فائدہ یا کوئی لطیفہ مشہور اور متداول ہو تو کبھی کبھار اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام یحیٰؒ کے ترجمہ میں لفظ قلتُ کے ساتھ تعلیقاً ذکر کیا۔[19]

لطائف الاسناد میں آپ کا منہج:

لطائف الاسناد سے مراد یہ ہے کہ سند میں ایسے امور کا موجود ہونا جو مذکورہ سند کو دیگر اسناد سے ممتاز اور نمایاں کر دے۔ مثلاً سب راویوں کا تعلق ایک شہر سے ہونا۔[20] یا تین یا چار صحابہؓ ایک دوسرے سے روایت کریں یا راوی صحابیؓ ابن صحابیؓ ہو۔[21] یا سند میں تشابہ الطرفین پایا جائے، تشابہ الطرفین سے مراد یہ ہے کہ سند میں ایسا نام آجائے جو قاری کو دو مختلف لوگوں کے بارے میں شبہ میں ڈال دے مثلاً سفیانؒ۔[22]

علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ کا منہج لطائف الاسناد میں درج ذیل ہے:

- جس سند کے بارے میں امام ابو داؤد تفرد کا دعویٰ کریں مثلاً امام ابو داؤدؒ کسی روایت کے بارے میں فرمائیں: هذا ما تفرد به اهل فلان تو سہارنپوری رحمہ اللہ کبھی اس کی تائید فرما کر اس کا دفاع کرتے ہیں اور کبھی دعویٰ تفرد میں امام ابو داؤد کی مراد کو واضح کرتے ہیں اور کبھی دعویٰ تفرد کو رد کرتے ہیں۔ مثلاً امام ابو داؤدؒ نے اہل مدینہ کے تفرد کا دعوی کیا۔[23] تو علامہ سہارنپوری نے اس کی تشریح و تائید میں فرمایا: ومعنى هذه العبارة أن رواة هذه الرواية كلهم مدنيون، وهذه لطيفة من لطائف علم الإسناد[24]

اسی طرح ایک اور سند کے بارے میں امام ابو داؤدؒ نے اہل بصرہ کے تفرد کا دعوی کیا۔[25] حالانکہ تفرد کا یہ دعویٰ صحیح نہیں تھا۔ چناں چہ علامہ سہارنپوریؒ نے جواب دیا کہ تغلیباً ایسا فرمایا گیا ہے۔ وهذا الحكم باعتبار غالب الرواة؛ فغالبهم بصريون[26]

- تشابہ الطرفین میں علامہ سہارنپوری ہمیشہ قرائن کے ساتھ مشتبہ نام کی وضاحت کرتے ہیں۔

مثلاً قوله في تشريح هذا السند حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ...

اس سند میں سفیانؒ کا تذکرہ ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ سفیانؒ سے مراد کون سے سفیان ہیں۔ اس لیے شارحؒ نے قرائن سے اس بات کو متعین کیا ہے کہ اس سے مراد سفیان ابن عیینہؒ ہیں فرمایا: هو ابن عيينة، ولم أجد في نسخ أبي داؤد الموجودة لفظ ابن عيينة، ولكن يدل على كونه ابن عيينة ما قال البيهقي[27]

- روایۃ الراوی عن ابیہ او جدہ یعنی راوی کے اپنے والد اور دادا سے روایت میں صرف اب یا جد یعنی صرف والد یا دادا کی تعیین کرتے ہیں۔

مثلاً قوله في تشريح رجال السند (حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابن ابي ذائدة عن ابيه...

قال (عن ابيه) وهو زكريا بن أبي زائدة، واسم أبي زائدة: خالد الهمداني الوادعي، بكسر الدال المهملة ثم عين مهملة. أو مثلا هناك رواية فيه راو يروي عن ابيه و جده .

قال السهارنفوري رحمه الله تعالي في شرح هذا السند (حدثنا محمد بن عيسي و مسدد قال حدثنا عبد الوارث عن ليث عن طلحة بن مصرف عن ابيه عن جده ...

قال (عن ابيه) هو مصرف كمحدث، وحكي كمعظم، وهو ضعيف أو غلط، ابن عمرو بن كعب، ويقال: مصرف بن كعب بن عمرو اليامي الكوفي، وروى عنه طلحة بن مصرف، مجهول .

(عن جده)، هو كعب بن عمرو، وقيل: عمرو بن كعب، وهو جد طلحة بن مصرف، سكن الكوفة، وله صحبة

ان تمام اسناد میں آپ نے راوی کے والد اور دادا کو متعین کیا ہے۔[28]

غریب الحدیث میں آپ کا منہج:

غریب الحدیث سے مراد متن حدیث میں ایسے الفاظ کا موجود ہونا جو قلت استعمال کی وجہ سے جلدی سمجھ میں نہ آئیں۔[29]

غریب الحدیث میں آپ کا منہج یہ ہے کہ آپ اس غریب لفظ کی وضاحت فرماتے ہیں اور اس پر اعراب کا اہتمام فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں درج ذیل کتب سے استفادہ فرماتے ہیں:

المخصص لابن سیدہ،النھایہ لابن اثیر،لسان العرب لافریقی،قاموس المحیط لفیروز آبادی،مصباح المنیر لاحمد،مجمع البحار لشیخ طاہر

لیکن ان کتابوں میں آپ کا اکثر اعتماد درج ذیل تین کتابوں پر رہتا ہے جن میں لسان العرب،، قاموس المحیط اور مجمع البحار شامل ہیں۔

مثلاً امام ابو داوؒدؒ نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں عیدان کا لفظ وارد ہوا ہے آپ اس لفظ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قدح من عَيدان بفتح مهملة فتحتية: النخلة الطوال المتجردة من السعف من أعلاه إلى أسفله، جمع عيدانة، كذا في "المجمع" وفي "القاموس" في لفظ عود: والعيدان بالفتح: الطوال من النخل، واحدتها بهاء، ومنها كان قدح يبول فيه النبي صلى الله عليه وسلم[30]

مذاہب فقہیہ اور مشائخ کے اقوال میں آپ کا منہج:

علامہ سہارنپوری نے مذاہبِ فقہیہ کا دلائل کے ساتھ احاطہ کیا ہے اور حنفی مسلک کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے وجوہِ ترجیح کو ذکر کرتے ہیں اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال کا کثرت سے تذکرہ فرماتے ہیں، جس میں آپ کا اعتماد اکثر امام شوکانی کی کتاب نیل الاوطار پر رہتا ہے۔ مثلاً قضائے حاجت کے وقت استقبال اور استدبارِ قبلہ کے حکم میں آپ نے تمام مذاہب کا احاطہ کیا اور آخر میں فرمایا: ذكره الشوكاني في "النيل.[31]

شرح الحدیث میں آپ کا منہج:

- علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ ہر حدیث کی شرح فرماتے ہیں، خاص طور پر ان مسائل پر تفصیل سے لکھتے ہیں جن میں علمائے کرام کا اختلاف ہو۔ اسی طرح قال ابو داوٗد میں امام ابو داوٗدؒ کی غرض اور منشا کو متعین فرماتے ہیں۔

مثلاً حدیث (الماء من الماء) کی تشریح میں فرمایا: غرض أبي داؤد أن لفظ "ذلك" الذي ورد في الحديث، المراد به حكم الماء من الماء، أي حكم وجوب الاغتسال بإنزال الماء لا بالمجامعة[32] جس سے قاری کے لیے مسئلہ آسان فہم ہوا۔

- جہاں ضرورت محسوس ہو وہاں لفظ "قلتُ" کے ذریعے مخصوص تعلیق ذکر کرتے ہیں۔

مثلاً ایک حدیث میں قضائے حاجت کے وقت جب ستر کھلا ہو اس وقت انسان کو باتوں سے منع کیا گیا ہے اور اس عمل کو اللہ کی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے اس حدیث کی شرح میں علامہ سہارنپوری فرماتے ہیں:

قلت: لا يبعد حمل النهي على الكراهة, لأن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - جعل الفعلين علة للمقت، فلا يلزم أن يكون كل واحد منهما علة مستقلة، بل يجوز أن يكون المجموع من حيث المجموع علة، أو أن يكون أحد الفعلين أو كل واحد منهما علة، وقد اتفقت الأمة على أن التعري وكشف العورة حرام، وسبب لمقت الله عَزَّ وجلَّ ، فضم إليه رسول الله - صلى الله عليه وسلم - التحدث لزيادة الشناعة والقبح، فعلى هذا لا يدل ربطه بالعلة على حرمة التحدث[33]

- اکثر مخاطب کو بہتر انداز میں سمجھانے کے لیے خود فرضی سوال قائم کرتے ہیں اور پھر خود اس کا جواب بھی دیتے ہیں تاکہ قاری کو فہمِ حدیث میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس کے لئے فان قلت (مخاطب) کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے سوال اٹھاتے ہیں اور قلتُ (متکلم) کے صیغے کے ساتھ اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

مثلاً نماز میں تشبیک کے حکم کے سلسلے میں فرضی سوال اور جواب کے ذریعے مخاطب کو یوں سمجھایا گیا:

فإن قلت: ما حكمة النهي عن التشبيك؟ قلت: أجيب بأجوبة: الأول: لكونه من الشيطان، والثاني: أنه يجلب النوم وهو من مظان الحديث، الثالث: أن صورة التشبيك تشبه صورة الاختلاف، كما نبه عليه في حديث ابن عمر، فكره ذلك لمن هو في حكم الصلاة، حتى لا يقع في المنهي عنه، وهو قوله - صلى الله عليه وسلم - للمصلين: "ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم"، انتهى ملخصًا[34]

- اگر احادیث میں ظاہری طور پر تعارض واقع ہو جائے تو اس کو جمع و توفیق، ترجیح یا نسخ کے ذریعے دور فرماتے ہیں۔

قال السهارنفوري في شرح هذا الحديث (جاءنا أبو سليمان مالك بن الحويرث إلى مسجدنا فقال: والله إني لأصلي وما أريد الصلاة)"قلت: معنى الكلام أني أريد أن أصلي لكم لأريكم كيفية صلاة رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، وما أريد صلاة محضًا خالية عن هذا الغرض.[35]

- سنن ابی داؤد کے متعدد نسخوں کا موازنہ فرماتے ہیں اور جو نسخہ ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہو اس کی صراحت فرماتے ہیں۔

علامہ سہارنپوریؒ نے (اتقوا الملاعن الثلاثة) حدیث کی تشریح میں فرمایا (هكذا فى النسخ وفى نسخة الخطيب بلا تاء فهواصح منه بتاء لأنه مؤنث)[36]

- ابو داؤد کے دوسرے شراح کے تسامحات پر تنبیہ فرماتے ہیں۔

مثلاً حدیث میں (البزار) کا لفظ وارد ہوا ہے آپ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

البَراز بالفتح اسم لفضاء واسع، وخَطَّأ الخطابي الكسرة؛ لأنه مبارزة في الحرب[37]

- کبھی کبھار کسی نحوی اور صرفی فائدے کا بھی تذکرہ فرماتے ہیں۔

مثلاً اس حدیث (لقد علمكم نبيكم كل شيئ حتي الخرأة) کی شرح میں فرمایا:

(لقد علَّمكم نبيكم كل شيء حتى الخراءة) بكسر الخاء والمد، أدب التخلي والقعود للحاجة، قال الخطابي : أكثرهم يفتحون الخاء، وقال الجوهري: بالفتح المصدر، وبالكسر الاسم، (قال) أي سلمان: (أجل) حرف إيجاب، أي: نعم يعلمنا كل شيء حتى الخراءة، أجاب على أسلوب الحكيم ولم يلتفت إلى استهزائهم.لقد نهانا - صلى الله عليه وسلم - أن نستقبل القبلة بغائط أو بول وأن لا نستنجي) لفظة "لا" زائدة (باليمين)(وأن لا يستنجي أحدنا بأقل من ثلاثة أحجار) لفظة "لا" ها هنا أيضًا زائدة[38]

- حدیث کی ترجمۃ الباب اور کتاب کے ساتھ مناسبت ذکر کرتے ہیں اور جہاں مناسبت ممکن نہ ہو تو اس کے لیے وجوہ بیان کرتے ہیں۔

امام ابو داؤد نے "باب ما ينجس الماء" میں جو حدیث ذکر کی ہے علامہ نے اس کی وجہ مناسبت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ووجه مناسبة الحديث بترجمة الباب بأنه - صلى الله عليه وسلم - سئل عن الماء وعما ينوبه من الدواب والسباع، فهذا يدل على أن دخول الدواب في الماء يُنَجّسُه, لأنها تبول فيه غالبًا[39]

اسی طرح ایک جگہ جہاں باب اور حدیث میں مناسبت نہ تھی تو اس کی تشریح میں فرمایا:

وهذا الحديث لا مناسبة له بباب "عيادة النساء" بل له مناسبة بالباب الذي قبله[40]

- کبھی شرح الحدیث میں اپنے اساتذہ کے اقوال نقل کر کے اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

قلت: وقد حكى مولانا الشيخ محمد يحيى المرحوم من تقرير شيخنا الكَنكَوهي على قول أبي داؤد: هذا الحديث وهم: إنما اضطر إلى ذلك لثبوت الإشارة بالصحاح من الروايات مع إطلاق الإشارة في هذه، ولا

يبعد أن يحمل أمر الإعادة على الاستحباب، أو يراد بالإشارة ما هي مفسدة لها، فلا يفتقر إذًا إلى الإيهام.[41]

- اگر حدیث میں عقل کے مخالف یا شریعت کے ظاہر خلاف کسی امر کا تذکرہ ہو تو اس کا جواب دے کر شبہ زائل فرماتے ہیں۔

مثلاً ایک حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دیوار کے سائے میں پیشاب کیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی نے غیر کی ملکیت میں کیوں تصرف کیا جبکہ ایسا کرنا جائز نہیں، تو علامہ نے اس کا تشفی بخش جواب دے کر اس شبہ کو ختم کیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دیوار اس کام کے لیے مختص ہو اور کسی کی ملکیت میں نہ ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ نبی اس کے قریب بیٹھا ہو اور پیشاب وہاں تک نہ پہنچتا ہو یا نبی کو مالک کی رضامندی کا پتہ ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ منہدم دیوار کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو۔[42]

- ترجمۃ الباب کی وضاحت فرماتے ہیں اور جہاں ابو داؤد کے نسخوں میں اختلاف ہو تو اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

با ب في الرَّجل يَرید السَلاَم وُھویبُوْل؟ علامہ سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے ایک باب قائم فرمایا:

اس ترجمۃ الباب کی وضاحت میں فرمایا کہ یہاں حرف استفہام مقدر ہے جبکہ ابو داؤد کے دیگر نسخوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک نسخے میں أيرد السلام کے الفاظ ہیں جس کے ساتھ حرف استفہام ذکر ہے، جبکہ ایک دوسرے نسخے میں لا يرد السلام کے الفاظ وارد ہیں۔

بتقدير حرف الاستفهام، وفي نسخة: "أيرد السلام بذكر حرف الاستفهام، وفي نسخة: "لا يرد السلام[43]

- اگر کوئی حدیث مفہوم کی وضاحت میں سنن کی حدیث سے بڑھ کر ہو تو اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اخرج أبو داؤد رحمه الله تعال حديثا في باب الأستبراء من البول (مرالنبي علي قبرين)

علامہ سہارنپوری اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کہ یہ دونوں کافر تھے یا مسلمان؟ تو شارح حافظ ابن حجر عسقلانی کے توسط سے دوسرے احتمال کو ترجیح دیتا ہے اور ابن ماجہ مسند احمد اور طبرانی و دیگر کی روایت کو بطور استدلال ذکر کر دیتا ہے جس میں اس بات کی صراحت کے ساتھ تعیین کی گئی ہے کہ یہ دونوں مسلمان تھے۔[44]

- اگر حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہو تو اس پر تنبیہ کر کے جو اس کے زعم میں صحیح ہو تو اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

"أَلمْ تَعْلَموا ما لَقي صاحب بَني إِسَرائِيَل"

اس حدیث کی تشریح میں علامہ سہارنپوری فرماتے ہیں کہ صفائی کے لیے کس چیز کا کاٹنا کافی تھا اور کس چیز کا کاٹنا ضروری تھا، اس لیے بعض نے حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے اور جلد کے کاٹنے کا حکم لگایا ہے۔ علامہ سہارنپوری نے اس اختلاف کو ذکر کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہاں کاٹنے کا حکم کپڑے کے لیے تھا یا جس کے کپڑے چمڑے سے بنے ہوئے تھے اس چمڑے کو کاٹنے کا حکم دیا گیا، نہ کہ انسانی چمڑے کے کاٹنے کا حکم دیا گیا اور ان دونوں قسم کی احادیث کی اسناد کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔[45]

خلاصہ کلام:

علامہ سہارنپوریؒ کی یہ شرح سننِ ابی داؤد کی شروح میں غیر معمولی مقام رکھتی ہے۔ یہ شرح جہاں سنن ابی داؤد جیسی اہم حدیث کی کتاب کی بھرپور خدمت کرتی ہے، وہیں حدیث شریف کی خدمت میں برِ صغیر کے علماء کی خدمات کو بھی نمایاں کرتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ النجم 53/3-4-

2 عبد الحیی الندوی، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام (نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع و النواظر)، (بیروت: مکتبہ دار ابن حزم، 1999ء) 1222/8 رقم الاعلام: 130-

3 خلیل احمد سہارنفوری، بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد، تعلیق شیخ زکریا و تقی الدین (ہند، مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی للبحوث و الدراسات الاسلامیہ 1269ء)، 1/254-255-

4 ایضاً، 1/256-

5 ایضاً، 1/193-194-

6 ایضاً، 3/485-

7 ایضاً، 1/168-169-

8 ایضاً، 6/586-

9 ایضاً، 1/164-

10 ایضاً، 1/200-

11 ایضاً، 1/202-

12 ایضاً، 1/2013-

13 ایضاً، 2/10-11-

14 ایضاً، 2/16-

15 ایضاً، 3/12-

16 ایضاً، 4/180-

17 ایضاً، 1/190-

18 ایضاً، 1/205-

19 ایضاً، 1/226-

20 یحیی بن شرف النووی، صحیح مسلم بشرح نووی، (مؤسسۃ قرطبہ 1414ھ-1994ء)، ص 117-

21 محمود بن احمد العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، محقق عبد اللہ بن محمود محمد عمر، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، 1/261-

22 احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، محقق فؤاد الباقی و محب الدین الخطیب (دار الکتب السلفیۃ 2010ء)، 2/204-

23 سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، محقق عبد الحمید (بیروت: مکتبہ عصریہ صیدا)، 1/13-

24 خلیل احمد سہارنفوری، بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد، تعلیق شیخ زکریا و تقی الدین (ہند، مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی للبحوث و الدراسات الاسلامیہ 1269ء)، 1/230-231-

25 سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، محقق عبد الحمید (بیروت: مکتبہ عصریہ صیدا)، 1/40-

26 خلیل احمد سہارنفوری، بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد، تعلیق شیخ زکریا و تقی الدین (ہند، مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی للبحوث و الدراسات الاسلامیہ 1269ء)، 1/660-

27 ایضاً، 2/9-

28 ایضاً، 1/581-582-

[29] عثمان بن عبد الرحمن المعروف بابن الصلاح،**معرفۃ انواع علوم الحدیث**(مقدمہ ابن الصلاح) محقق نور الدین عتر(بیروت:دارالفکر المعاصر ،1986ء)،ص375-

[30] خلیل احمد سہارنفوری،**بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد**، تعلیق شیخ زکریا و تقی الدین(ہند،مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی للبحوث و الدراسات الاسلامیہ 1269ء)،1/156-

[31] ایضاً،1/181-182-

[32] ایضاً،2/175-

[33] ایضاً،1/215-

[34] ایضاً،3/411-

[35] ایضاً،4/284-

[36] ایضاً،1/255-

[37] ایضاً،1/169-

[38] ایضاً،1/185-186-

[39] ایضاً،1/387-

[40] ایضاً،10/350-

[41] ایضاً،4/467-

[42] ایضاً،1/173-174-

[43] ایضاً،1/218-

[44] ایضاً،1/237-

[45] ایضاً،1/244-245-